جب سے مغرب میں، پھر مغرب پرستی کی سزا میں چند مسلم ممالک میں بھی ''اولڈ ہاؤسنگ'' کا سلسلہ جاری ہوا ہے، اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ ہاؤسز ''باباؤں'' اور ''ماماؤں'' سے معمور ہوتے گئے اور ساتھ ہی بہت سی پاکیزہ خاندانی روایات کے جنازے اٹھ گئے، اولاد کو اپنے بوڑھے والدین کی دیکھ بال کرنا وبال جان لگنے لگا۔

بیگمات کی فرمائش اور دوسروں کی دیکھا دیکھی میں یہ کافرانہ روایات بعض مسلمانوں کی زندگی کا بھی حصہ بن گئیں اور اپنے والدین کو ان ہاؤسز میں دھکیل دینے میں کسی قباحت یا مضائقہ کا احساس تک دل میں نہ رہا، لہٰذا سال میں اپنے ہی گھروں سے دھتکارے ہوئے بے سہارا بوڑھی ماؤں اور باپوں کے لئے ایک دن مختص کر کے اس زعم میں مبتلا رہے کہ ہم نے ان کے حق چکا دیئے ہیں۔ اب وہ بے چارے احساسِ محرومی کی قید میں بند ہو گئے۔

اس کا احساس ہٹے کٹے نوجوانوں کو اس وقت ہوگا جب خود انہی بھیانک اور خوفناک فیسیلیٹیز (سہولیات) سے معمور ''ہاؤس'' میں جا بسیں گے، پھر ان کو ''مدر ڈے'' اور ''فادر ڈے'' کی اصلی حقیقت سے روشناسی حاصل ہوگی۔ یہ مدر ڈے، فادر ڈے، ویلنٹائن ڈے، کتا ڈے، بلی ڈے، سور ڈے...... پتہ نہیں کیا کیا ڈیز ایجاد کر رکھے ہیں، یہ سب ان لوگوں کے لیے ہیں جو سال بھر میں صرف ایک دفعہ اپنے مصنوعی جذبات کا اظہار کر کے اس زعمِ خویش میں مبتلا رہتے ہیں کہ انہوں نے ان کا ''حق'' ادا کر دیا ہے، حالانکہ انہوں نے ان کے حقائق کو پہچانا تک بھی نہیں ہے۔

اسی لئے ہر روز، ہر شب، ہر صبح، ہر شام، ہر آہٹ، ہر ساعت اس عظیم ہستی کے نام ہونا چاہئے، جو کہ ہم سب کے اس فانی دنیا میں وجود کا مجازی سبب ہے اور ہم سب جس کے لختِ جگر ہیں، جس نے ہمیں اپنے خون سے سینچا ہے، بالخصوص ظلم کے اس دور میں ہر دن (ایوری ڈے) عیدِ ام (مدر ڈے) ہونا چاہئے؛ جبکہ ''اولڈ ہاؤسز'' کا دائرہ آئے روز پھیل رہا ہے اور اس تنگ وتاریک دنیا کے باسیوں کی تعداد میں ہوشربا اضافہ ہو رہا ہے۔ مغرب سے چلنے والی اس گھناؤنی آندھی کے آثار اسلامی ریاستوں، مملکتوں، معاشروں میں بھی نمودار ہونا شروع ہو چکا ہے۔ الامان والحفیظ

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان عظیم، جلیل القدر ہستیوں کی قدر دانی کرتے ہوئے حتی الوسع ان کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے، جن کے والدین داغِ مفارقت دے چکے ہیں ان کی لغزشوں اور خطاؤں سے درگزر فرمائے ﴿**رب ارحمهما كما ربيني صغيرا**﴾ کے معانی کو سمجھ کر کثرت سے ورد کرنے کی توفیق دے، اور اللہ کرے کہ ہر دن والدین کے نام ہو۔ آمین

اسلامی اخوت قسط: ١٦

صحابہ کرام ﷡ روئے زمین کا افضل طبقہ

عبدالرحیم روزی

اللہ تعالیٰ کی خصوصی توفیق سے اصحاب رسول ﷺ کے فضائل، مقام ومنزلت از روئے قرآن مجید، فرامین نبویہ ارشادات صحابہ کرام ﷡، ائمہ اہل بیت اطہار، سلف صالحین، صوفیائے کرام اور صلحائے امت کا جو مبارک سلسلہ شروع کیا تھا۔ وہ شدتِ اختصار کے ساتھ (28) اقساط میں پایہ تکمیل کو پہنچا۔ توقع سے بڑھ کر قارئین نے حوصلہ افزائی کی اور آگے بڑھنے میں مہمیز دیا۔ اب مناسب سمجھتا ہوں کہ ان مضامین کا مختصر خلاصہ قارئین کی خدمت میں پیش کیا جائے۔

''صحابی'' ایک جامع تعریف کے مطابق یہ ہے: ''جس نے بحالت ایمان رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی ہو اور اسلام پر ہی موت ہوئی ہو۔'' یہ تعریف امام احمدؒ بن حنبل اور علامہ ابن حجرؒ عسقلانی کی ہے۔ جبکہ امام بخاریؒ، شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اور علامہ آمدیؒ کے نزدیک ''ہر وہ مسلمان صحابی ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہو اور ساتھ رہا ہو۔'' چنانچہ صحیح بخاری کا ایک باب ہے: (باب فضائل أصحاب النبی ﷺ ومن صحب النبی ﷺ أو رأه من المسلمین فهو من أصحابه) ان دونوں تعریفوں میں سے پہلی تعریف زیادہ وسیع اور اشمل ہے۔ صحابی کی جمع اصحاب اور صحابہ آتی ہے۔

حضرات صحابہ کرام ﷡ کا ذکر خیر نہ صرف قرآن مجید اور احادیث پاک میں آیا ہے بلکہ ان کا دلآویز تذکرہ قدیم آسمانی کتابوں میں بھی آیا ہے۔ سفر استثناء باب ۳۳ میں انہیں ''قدسی'' کہا گیا ہے۔ جبکہ سفر یسعیاہ [۴۲/۱-۵] میں ان کی طویل صفات بیان کی گئی ہیں، جس کے بعض الفاظ یہ ہیں: ''**وأجعل أمته خیر أمة للناس یأمرون بالمعروف وینهاهم عن المنکر، موحدین مؤمنین مخلصین، مصدقین لما جآءت به رسلی...... یصلون لی قیاماً وقعوداً ویقاتلون فی سبیل الله صفوفاً وزحوفاً، یخرجون من دیارهم ابتغآء مرضاتی ألوفاً، یطهرون الوجوه والأطراف ویشدون الثیاب فی الأنصاف، قربانهم دماء هم وأناجیلهم فی صدورهم، رهبان باللیل، لیوث بالنهار......**'' اگرچہ موجودہ توریت میں حضرت عبداللہ بن عمرو ﷜ کے بیان کردہ الفاظ سوائے بعض عبارت کے نہیں ہے مگر اُس دور کے بائبل (توریت) میں یہ ضرور موجود تھا، جو وقتاً فوقتاً تحریف کی نذر ہو جانے والے الفاظ وعبارات کی طرح تحریف وتبدیل کی مشین کی زد میں آیا۔ [تفسیر ابن کثیر زیر آیت ﴿یاأیها النبی إنا أرسلناک شاهداً ومبشراً ونذیراً﴾

الاحزاب ٤٤] نیز دیکھیے حضرت سلیمان ﷤ کی کتاب [غزل الغزلات ٥/١٠-١٦] اسی طرح ہندوستان کے قدیم بزرگوں نے بھی نبی اکرم ﷺ کی آمد سے تین ہزار سال قبل آپ ﷺ اور اصحاب کرام ﷡ کے متعلق واضح بشارت دی تھی۔ [جگت گرو یعنی سرور عالم ﷺ ص ۱۳ تصنیف صدیق دیندار چن بسویشور بحوالہ کلکی پران وغیرہ]

قرآن مجید میں انہیں خوشخبری دی گئی کہ اللہ تعالیٰ ان سے دنیا وآخرت میں راضی ہو چکا ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں، ان کے لیے جنت ہی جنت ہے، جن میں وہ ابدالآباد رہیں گے۔ وہ تمام امتوں میں سے بہترین امت ہیں، اللہ نے ان کی خطائیں معاف کردی ہیں، وہ اللہ کی رضا کے متلاشی اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کے خوگر تھے۔ صحابہ کرام ﷡ تمام لوگوں کے لیے معیارِ ایمان اور میزانِ عمل ہیں، ان کی تنقیص واہانت سوائے منافقین کے کوئی نہیں کرتے جو جہنم کے اسفل السافلین کے باسی ہوں گے۔ منافقین اور فاسقین ہی اصحاب کرام ﷡ کو پرلے درجے کے بے وقوف کہتے ہیں، مسلمان نہیں۔ صحابہ کرام ﷡ کا ایمان تو امت محمدیہ کے لیے تا قیامت ایمان کی کسوٹی ہے کہ ان کے ایمان جیسا ہو تو فلاح ونجات یقینی ہے۔ اصحاب کرام ﷡ کی خدمات جلیلہ اور قربانیاں اسلام کی سربلندی کے لیے بہت زیادہ ہیں۔ وہ دشمنوں پر گرم اور اپنوں پر نرم ہیں، ان کی ترقی اور نشوونما دیکھ کر کفار ہی سیخ پا ہو جاتے ہیں۔

صحابہ کرام ﷡ کی دعوت وتبلیغ اسلام کے لیے عظیم قربانی، اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے جہاد فی سبیل اللہ، احیائے سنت اور استیصالِ بدعت میں بلند کردار، عدیم النظیر ایثار نفس، قرآن مجید کی انفرادی واجتماعی طور پر حفاظت وتعلیم، شوق شہادت اور اتباع نبی ﷺ کا غیر معمولی جذبہ ان نفوس قدسیہ کے ایسے گرانقدر اوصاف ہیں، جن کی وجہ سے وہ خیر القرون اور افضل البشر بعد از انبیاء قرار پائے۔ ان میں موجود انہی بلند کردار وصدق گفتار کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے نبی ﷺ کے لیے ساتھی کے طور پر منتخب کیے۔ کیونکہ ایک نبی، ایک انقلابی مصلح اور قائد اعظم کے لیے اسی قسم کے اوصاف کے حامل ٹیم کی ضرورت ہوتی ہے تب ہی اس کی مہم جوئی کامیابی سے ہمکنار ہو سکتی ہے۔ اور ایسا ہی ہوا۔

صحابہ کرام ﷡ کی عدالت ودیانت کے تذکرہ خیر سے ارشاداتِ نبوی کا ایک غیر معمولی حصہ بھرا ہوا ہے۔ اور آپ ﷺ نے اپنے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے انتخاب شدہ ساتھیوں کے مقام ومنزلت، مدح وثناء، تعظیم وتکریم کا صحیح تصور بیان کرنے اور اصحاب کرام ﷡ کی بشری فروگزاشتوں پر طعن کو لب کشائی کرنے سے روکنے اور ان کی تنقیص واہانت کے تمام راستوں کو

بند کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے۔ارشاداتِ نبویہ کے مجموعوں میں "مناقب صحابہ ؓ" کے نام سے اکٹھے اور متفرق مقامات پر صحابہ کرام ؓ کی منقبت و مدحت میں غیر معمولی اور ضخیم سرمایہ موجود ہے۔خود صحابہ کرام ؓ کو بھی اپنے مقام اور رفعتِ شان کا پورا پورا علم تھا۔اسی لیے وہ اس اعزاز کے تحفظ اور بقا کے لیے ہمہ وقت جدو جہد کرتے رہتے تھے۔

جناب حیدر کرّار، اسد اللہ الجبار، ائمہ اہل بیت کا جد امجد، رابع خلیفہ راشد علی مرتضی ؓ تو تمام صحابہ کرام ؓ اور کسی بھی سلف صالح سے بڑھ کر اصحاب کرام ؓ کی مدح و ثناء کرنے میں پیش پیش تھے۔اس مقصد کے لیے انہوں نے جامع کوفہ کا منبر و محراب، جمعہ و مجالس اور رزم و بزم کے نازک مواقع تک کو بھرپور استعمال کیا، جہاں ہزاروں اور لاکھوں کان سن رہے ہوتے تھے۔آپ نے بلیغ اور پرزور الفاظ میں صحابہ کرام ؓ کو خراج عقیدت پیش کیا اور انہیں ان صفات سے موصوف کیا جو رب کائنات نے قرآن مجید میں بیان کیے تھے۔جیسے [سورۃ المجادلۃ:۲۲، الفتح:۲۹، التوبۃ:۱۰۰، الحدید:۱۰، آل عمران:۱۱۰، البقرۃ:۱۳۷، الحشر:۸-۱۰، الاحزاب:۲۳] جناب حیدر کرار کے بانگ دہل ارشادات کے لیے دیکھیے:[نہج البلاغۃ خطبہ:۵۶،۹۵،۱۲۰، ۱۵۸، مکتوب ۵۸، الإرشاد ص۱۲۶، بحار الأنوار ۳۲/۳۲۴، الغارات ۲/ ۴۷۹، حیاۃ القلوب ۲/۶۲۱] صرف سیدنا علی مرتضی ؓ ہی نہیں کہ چلو آپ نے صحابہ کرام ؓ کی تعریف اس لیے کی ہو کہ آپ ان کے ساتھی ہیں اور آپ خود تعریف میں شامل ہیں۔اگر ایسا ہوتا تو کم از کم اس پہلو سے آپ ؓ کی اولاد کا معاملہ تو کافی مختلف تھا۔انہوں نے بھی بغیر کسی ڈر یا مصلحت کے اصحاب نبی ﷺ کی مدح و ثناء میں غیر معمولی جذبات کا اظہار کیا ہے۔سیدنا علی ؓ نے اس دور میں برملا طور پر خیر القرون کی تعریف کی ہے، جب سارے سامعین آپ ؓ کے ہم خیال، آپ ان کے ہر دل عزیز راہنما، وہ آپ کے شیدائی اور سیاسی عمل میں آپ کے حامی و مؤید تھے۔آپ ایک با اختیار خلیفہ، ذو الفقار کا مالک، شرعِ الٰہی پر کوئی سمجھوتہ نہ کرنے والا شیر، تلوار کے دھنی دلاور تھے۔نہ ہی کوئی مجبوری، اضطراری اور مصلحت آمیزی سے کام لینے کی نوبت تھی، مگر آپ نے لوگ مانیں یا نہ مانیں، اصحاب کرام ؓ کی تعریف کر کے **"لایخافون فی اللہ لومۃ لائم"** کی عملی تفسیر دکھلائی، اپنا فرض منصبی ادا کر دیا اور تاریخ کے صفحات میں نقش دوام پا گئے۔

ائمہ و علماء اہل بیتؒ نے اپنے اپنے عہد میں لوگوں کو اصحاب رسول ﷺ کے ارفع و اعلیٰ مقام سے آگاہ کر دیا اور اس ذمہ داری سے بطریق حسن عہد برآ ہوئے۔ان ائمہ اطہار میں نواسہ رسول، جگر گوشہ بتول حضرت حسن مجتبیٰ ؓ، شہید کربلا حضرت حسین ؓ اور ترجمان القرآن عم زادِ نبی عبد اللہ بن عباس ؓ قابل ذکر ہیں۔حضرت علی زین العابدینؒ سے

اصحاب نبی ﷺ کے حق میں ایک دلسوز دعا بھی ثابت ہے، جو آپؒ اللہ تعالیٰ سے کرتے رہتے تھے۔ اس کا آغاز "**اللهم وأصحاب محمد ﷺ خاصة الذين أحسنوا الصحبة والذين أبلوا البلاء الحسن في نصرته......**" سے ہوتا ہے۔ پوری مناجات کے لیے [صحیفہ سجادیہ ص ۴۲] ملاحظہ کیجیے۔

امام [illegible] کے پاس ایک دفعہ عراق کے کچھ لوگوں نے خلفائے ثلاثہ ؓ کے خلاف اپنی زبان گندی کی تو آپ نے فرمایا: کیا تم ﴿**الذين أخرجوا من ديارهم وأموالهم يبتغون فضلاً من الله ورضواناً وينصرون الله ورسوله أولئك هم الصدقون ۝**﴾ میں ہو؟ جواب ملا: نہیں جی۔ فرمایا: کیا تم ﴿**والذين تبؤوا الدار والإيمان من قبلهم يحبون من هاجر إليهم ولا يجدون في صدورهم حاجة مما أوتوا ويؤثرون علىٰ أنفسهم ولو كان بهم خصاصة**﴾ میں سے ہو؟ جواب ملا: نہیں۔ فرمایا: تب میں گواہی دیتا ہوں کہ پھر تم یقیناً ان میں سے بھی نہیں ہو: ﴿**والذين جآء وا من بعدهم يقولون ربنا اغفر لنا ولإخواننا الذين سبقونا بالإيمان ولا تجعل في قلوبنا غلا للذين امنوا**﴾[الحشر ۵۹] یہاں سے دفع ہو جاؤ، اللہ تمہارا بیڑہ غرق کرے۔" [کشف الغمة ۲/ ۹۱ بحواله رحماء بينهم ص ۴۵]

امام باقرؒ اور امام جعفرؒ صادق بھی مدح صحابہ بیان کرنے میں اپنے آباء واجداد سے پیچھے نہ تھے۔ امام صادقؒ نے تو منصور بن حازم کے اس سوال پر کہ "اصحاب رسول ﷺ کے مابین کیوں اختلاف ہوا؟ اختلاف صحابہ کی ایسی تسلی بخش توجیہ پیش کی کہ سائل خاموش ہوا۔ امام موسیٰ کاظمؒ، شہید خراسان امام علی رضاؒ اور امام حسن عسکریؒ بھی ان نفوسِ قدسیہ کے ثناخواں تھے۔

اہل بیت عظام اور اصحاب کرام ؓ کے مابین نہ صرف مدح وثنا کا تبادلہ تھا؛ بلکہ اس قلبی عقیدت ومودت کو فروغ دینے کے لیے ایک دوسرے نے اپنے بچوں، جگر گوشوں اور عزیزوں کا نام رکھ کر اس قلبی تعلق کو زندہ جاوید کر دیا۔ اور مشہور مقولہ "**من أحب شيئاً أكثر ذكره**" (جب کوئی کسی کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے محبت کرتا ہے تو اس کی یاد زیادہ کرتا ہے) پر عمل کیا۔ اسلام میں نام کی جو اہمیت اور مقام ہے، اہل بیت اس سے ناواقف ہرگز نہ تھے۔ اسی لیے ہمارے پاس وسائل کی کمی اور بحث وتحقیق کی محدود صلاحیت کے باوجود جمع کردہ اعداد وشمار کے مطابق خاندان اہل بیت میں **ابوبکر** نام کے آٹھ افراد تھے، **عمر** نام کے پچیس، **عثمان** نام کے چھے، **طلحه** نام کے دو، **معاويه** نام کا ایک شخص اور **عائشة** نام کی سات اور **اسماء** نام کی ایک خاتون تھی۔

اصحاب کرام ؓ اور اہل بیتؒ میں محبتوں کا یہ تبادلہ صرف زبانی اور نام رکھنے کی حد تک نہ تھا؛ بلکہ انہوں نے عملی طور پر

اس لازوال مودت ومحبت کا ثبوت بھی دکھایا یعنی ایک دوسرے کے خانوادوں میں دامادی وسسرالی کے پیار بھرے رشتے بھی قائم کردیے تھے۔اور یقینی امر ہے کہ اس طرح ایک دوسرے کے ہاں آیا جایا کرتے تھے۔اور انسانی معاشرہ کا یہ وتیرہ ہے کہ ہر سمجھدار آدمی اپنے لیے اور اپنے پیاروں کے لیے انہی خاندانوں سے رشتہ کرتا ہے، جن کا حسب ونسب پسندیدہ، والدین اچھے اور خود لڑکا لڑکی اچھا ہو۔دیندار طبقہ تو دینداری اور پاکیزگی کردار کو ہر صفت پر مقدم رکھتا ہے۔

اہل بیت نبوی کے خاندان میں خانوادہ صدیقی کی "چھے" لڑکیاں تھیں۔علم کے سمندر امام جعفر صادقؒ کا یہ مقولہ تو زبان زدعام وخاص ہے:"ولدنی أبو بکر مرتین" کہ جناب صدیق اکبرؓ نے مجھے دوبار جنم دیا ہے۔آپ یہ ازراہِ فخر فرماتے تھے۔اس کی وضاحت یہ ہے کہ امام صاحبؒ کی ماں ام فروہؒ کا والد قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیقؓ ہے اور ماں اسماء بنت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیقؓ ہے۔یعنی آپ نجیب الطرفین تھے۔

حضرت عمر فاروقؓ اور خاندان نبوت میں "پانچ" حوالوں سے رشتہ داری تھی۔جن میں سرفہرست حضرت حفصہؓ امہات المؤمنین میں شامل ہیں۔حضرت ام کلثوم بنت علی مرتضیٰؓ خود حضرت عمرؓ کی زوجہ اور صاحب اولاد ہیں۔بنوامیہ اور اہل بیت میں "۲۷" رشتہ داریاں تھیں، جو تناسب کے لحاظ سے غیر معمولی ہندسہ ہے۔حضرت زبیرؓ اور اہل بیت کے خاندان میں "۱۷" نیز آلِ طلحہ بن عبیداللہ اور اہل بیت میں "چھے" اور خاندان عباسیہ اور علویہ میں "آٹھ" حوالوں سے رشتہ داری تھی۔

یارانِ نبیﷺ کے ساتھ تو محبت وعقیدت بلاافراط وتفریط رکھنا دین وایمان کا حصہ ہے اور ان کے ساتھ بغض وعداوت رکھنا خسران وطغیان کا ذریعہ۔یہی مسلمانوں کا عقیدہ وایمان ہے۔امام ابوزرعہ رازیؒ، امام طحاویؒ، امام علی آمدی الشافعیؒ، امام ابوالحسن اشعریؒ، خطیب بغدادیؒ، شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ، ابن القیم الجوزیؒ اور سید شریف جرجانیؒ وغیرہ نے اصحاب نبیؓ کے حوالے سے جذباتی انداز میں اپنی محبتوں کا اظہار کیا ہے۔

صوفیائے کرام بھی رسول اکرمﷺ کے یارانِ صدق وصفا کے معتقد اور ثناخواں تھے۔انہوں نے صدق وصفا کی صفت میں اپنا مرشد صدیق اکبرؓ کو، عدل وانصاف میں عمر فاروقؓ کو، شرم وحیا میں عثمان غنیؓ کو، جرأت وعلم میں علی مرتضیٰؓ کو...... وعلیٰ ہذا القیاس ان صحابہ کرامؓ کو اپنا معلّم ومرشد مانتے ہیں، جو کسی خاص وصف میں نمایاں ہوتے تھے۔ سلسلہ کبرویہ اور نوربخشیہ کے مرشد سید امیر علی ہمدانیؒ نے تصوف کی مشہور کتاب **ذخیرۃ الملوک** کا آغاز حضرت عمرؓ سے مروی حدیث جبریل سے کیا ہے۔اس کی تشریح میں اصحاب کرامؓ کو آپﷺ کے بعد تمام مخلوق میں افضل قرار دیتے

ہوئے فرماتے ہیں: ''تمام اہل اسلام کو مختصر طور پر اس قدر اصول ایمان کا جان لینا ضروری ہے اور جو شخص ''مسلمان'' کہلا کر حقائق ایمان میں سے اتنا بھی نہ جانتا ہو اس کا ایمان خطرے میں ہے۔'' [ص ۲۸]

کسی زمانے میں اورادِ فتحیہ میں خلفائے اربعہ ﷺ کے نام نامی اسمائے گرامی شامل تھے۔ آپؒ نے خلافت وحکومت کا نظام خلفائے راشدین کی اتباع میں چلانے کی تعلیم دی ہے۔ ذخیرۃ الملوک کی احادیث کے راویان صحابہ کرام ﷺ ہیں۔

سید محمد نور بخشؒ صاحب بھی آپ سے زیادہ مختلف نہ تھے۔ مشجر الاولیاء، نجم الہدیٰ اور انسان نامہ میں حضرات صحابہ ﷺ کا بڑی عقیدت واحترام کے ساتھ تذکرہ فرمایا ہے۔ ابوالقاسم عبدالکریم قشیری، شیخ شہاب الدین عمر سہروردی، شیخ ابوبکر کلاباذی، حضرت سلطان باہو الغرض تمام علمائے تصوف وطریقت اصحاب کرام ﷺ کے بارے میں وہی نیک جذبات رکھتے تھے جو تمام مسلمان رکھتے ہیں، جن کا ذکر شرح العقیدۃ الطحاویۃ وغیرہ میں موجود ہے۔

اہل تشیع برادری کے علماء نے اپنی تفاسیر وغیرہ میں صحابہ کرام ﷺ کے لیے وہی مقام ومرتبہ دیا ہے جو تمام اہل سنت والجماعت نے دیا ہے۔ جن میں سے شیخ محمد باقر ناصری، شیخ محمد سبزواری، سید محمد فضل اللہ، سید عبداللہ شبر، علامہ طبرسی اور علامہ فیض اللہ کاشانی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ [دیکھیے: تفسیر مجمع البیان، تفسیر کاشف، تفسیر منیر، تفسیر جدید، تفسیر صافی، تقریب القرآن، تفسیر شبر، بحار الأنوار، امالی الطوسی وغیرہ]

اصحاب کرام ﷺ کے مابین سیاسی مشاجرات واختلافات، اختلافِ اجتہاد اور وصول الی الحق کی کوشش کے نتیجے میں رونما ہوئے تھے۔ اس کے باوجود ایک دوسرے کا بڑا احترام کرتے اور عزت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھتے اور انتہائی کشادہ ظرفی کے ساتھ ان کا مقام ومرتبہ بیان کرتے، غرض ﴿إن الله يأمر بالعدل والإحسان﴾ ﴿يا أيها الذين أمنوا كونوا قوامين لله شهدآء بالقسط ولا يجرمنكم شنآن قوم علىٰ أن لا تعدلوا اعدلوا هو أقرب للتقوىٰ﴾ کی عملی تفسیر تھے۔ تاریخ اسلام بتاتی ہے کہ خاندان اہل بیت میں سے خود علویوں کے مابین اور عباسیوں کے درمیان اختلافات ومشاجرات موجود تھے۔ [دیکھیے: ماہنامہ پیام زینب ستمبر ۲۰۰۶ء، اصول کافی کتاب الحجۃ باب فی الغیبۃ، کشف الغمۃ ۲۸۳/۳]

اصحاب کرام ﷺ کے مابین اختلافات سیاسی نوعیت کے تھے۔ لیکن ائمہ اہل بیتؒ خاندان کے آپس میں بعض اختلافات عقیدے سے تعلق رکھتے تھے، اور وہ بھی امامت جیسے نازک مسائل میں۔ یہی اختلافات اسماعیلیہ، جعفریہ، زیدیہ،

اوراثناعشریہ وغیرہ کی شکل میں ظہور پذیر ہوئے۔افطحیہ،غرابیہ،خشبیہ، کیسانیہ،مختاریہ،رزامیہ، بتریہ، نصیریہ اور علبائیہ وغیرہ نام کے فرقے انہی اختلافات کا شاخسانہ تھے۔

مشاجراتِ صحابہ ؓ کے بارے میں بہت ساری خبریں کذب وافتراء پرمبنی ہیں۔اور جو صحیح ہیں وہ بہت کم ہیں اوران کی کوتاہیاں ان کی سابقہ خدمات جلیلہ کے مقابلہ میں آٹے میں نمک کے برابر ہیں۔اللہ تعالیٰ نے ان کوتاہیوں اور اختلافات کاعلم رکھتے ہوئے جنت کی ڈگری دی اوران سے راضی ہوا،تو ہمیں کوئی حق نہیں پہنچتا کہ جن غلطیوں کواللہ تعالیٰ نے نظرانداز کر کے اپنی خوشنودی کی سرٹیفکیٹ جاری کردی ہو،اس پرہم چیں بجبیں ہوجائیں۔ہم یہ اعتقاد ہرگز نہیں رکھتے کہ صحابہ کرام ؓ کوئی دیومالائی یاماورائی مخلوق تھے۔وہ کوئی دیوتا نہیں تھےاور معصوم عن الخطأ بھی نہیں تھے۔بلکہ وہ انسان تھے،ان سے غلطیاں بھی سرزد ہوتی تھیں؛مگراس کا ادراک ہونے پر فوراًرک جاتے،سخت پشیمانی ہوتی اور اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ واستغفار کے لیے سربسجود ہوجاتے تھے۔انہوں نے جان بوجھ کرغلطی نہیں کی،جوکچھ ہوا انجانے میں ہوا۔

اصحاب کرام ؓ کی تنقیص واہانت حرام ہے۔اس کی روک تھام سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کی ہےاوراس پردفعات لگا کرقرآن کریم کا حصہ بنا کرقیامت تک کے لیے پابندی لگائی ہے۔قرآن کریم کے مطابق عصرنبوی میں کفار ومنافقین ہی صحابہ کرام ؓ سے چڑ رکھتے اورطرح طرح کی پھبتیاں کسنے سے دریغ نہیں کرتے تھے۔نبی اکرم ﷺ نے اپنے شارحانہ کلام میں اپنے ساتھیوں کے احترام وعزت کے لیے جوبھی الفاظ اورتعبیر ہوسکتے تھے بیان فرمائے۔ان کے ساتھ محبت کرنے کواپنے ساتھ محبت،ان سے بغض وعداوت کرنے کواپنے ساتھ بغض ونفرت قرار دیا ہے۔حتیٰ کہ آپ ﷺ نے کسی صحابی ؓ کوسرزنش یافہمائش کی ہو،اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اسے ان کے حق میں رحمت ومغفرت کاذریعہ بنادے۔

ائمہ اہل بیت عظام ؒ نے جہاں اصحاب کرام ؓ کابلند وبالا مقام ومرتبہ بیان فرمایا ہے،وہاں ان کی توہین وتذلیل، تنقیص واہانت،سب وشتم،ہرقسم کے نازیبا کلمات اور گستاخانہ سلوک سے سخت الفاظ میں منع کیا ہےاوراس کاارتکاب کرنے والے کوکوڑا مارنے کی سزاتجویز کی ہے۔امامِ اہل سنت احمد بن حنبل ؒ کے نزدیک ایسے بدنصیب انسان کے لیے تادیبی سزا ہے، اس کے بعدتوبہ کروائے،اگرنہ کرے توپھرسزادے اورحبس دوام میں رکھے یاوہ مرجائے۔مؤمن ومسلمان اصحاب نبی ﷺ کے بارے میں ﴿ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین اٰمنوا ربنآ انک رءوف رحیم ۞﴾ کی مناجات کرتے ہیں۔اوریہی لوگ بنص قرآنی مالِ فے وغنیمت کاحق رکھتے ہیں۔